السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رمضان کے روزوں کی فرضیت اور وقت کا بیان

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض میں سے ایک فریضہ ہے جو دین اسلام سے بدیہی اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل کے علاوہ اجماع بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا كُتِبَ عَلَيكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذينَ مِن قَبلِكُم لَعَلَّكُم تَتَّقونَ ١٨٣ أَيّامًا مَعدودٰتٍ فَمَن كانَ مِنكُم مَريضًا أَو عَلىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِن أَيّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذينَ يُطيقونَهُ فِديَةٌ طَعامُ مِسكينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيرًا فَهُوَ خَيرٌ لَهُ وَأَن تَصوموا خَيرٌ لَكُم إِن كُنتُم تَعلَمونَ ١٨٤ شَهرُ رَمَضانَ الَّذى أُنزِلَ فيهِ القُرءانُ هُدًى لِلنّاسِ وَبَيِّنـٰتٍ مِنَ الهُدىٰ وَالفُرقانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ فَليَصُمهُ وَمَن كانَ مَريضًا أَو عَلىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِن أَيّامٍ أُخَرَ يُريدُ اللَّهُ بِكُمُ اليُسرَ وَلا يُريدُ بِكُمُ العُسرَ وَلِتُكمِلُوا العِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلىٰ ما هَدىٰكُم وَلَعَلَّكُم تَشكُرونَ ١٨٥ ... سورة البقرة

"اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو (183) گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں، پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو (184) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزه رکھنا چاہئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ کا اراده تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وه چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو" [1]

واضح رہے کہ آیت مذکورہ (كُتِبَ) کے معنی ہیں "فرض کیا گیا۔" اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (فَلْيَصُمْهُ) میں روزہ رکھنے کا حکم آیا ہے جو فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھنا بھی ذکر فرمایا ہے: [2]

الغرض رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت اور فضیلت میں بہت سی مشہور اور صحیح احادیث وارد ہیں علاوہ ازیں تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں اور ان کا منکر کافر ہے۔

روزے کی مشروعیت میں حکمت یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے نفس انسانی کو ردی خیالات اور رذیل اخلاق سے پاک کیا جائے اور اس کا تزکیہ اور تطہیر ہو۔ یہ ایک ایسا مقصد ہے جس کے حصول سے انسانی بدن کے وہ رخنے تنگ ہوجاتے ہیں جن کے ذریعے سے شیطان انسان کے جسم میں سرایت کرتا ہے کیونکہ۔

"إن الشيطان يجري من الإنسان مجرى الدم"

"شیطان خون کی طرح انسان کے رگ وپے میں چلتا ہے۔" [3]

جب کوئی شخص خوب کھاپی لیتا ہے تو اس کا نفس خواہشات کی پیروی میں آگے بڑھنا چاہتا ہے جس سے انسان کی قوت ارادی کمزور پڑجاتی ہے عبادات میں رغبت کم ہوجاتی ہے جبکہ روزہ اس کے برعکس کیفیت پیدا کرتا ہے۔

روزہ دنیا کے حصول کی تمنا اور اس کی فاسد خواہشات کو کم کرتا ہے آخرت کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے مساکین کے ساتھ ہمدردی اور ان کے دکھ درد کا احساس دلاتا ہے کیونکہ روزے دار روزے کی حالت میں بھوک اور پیاس کی تکالیف کا ذائقہ خود چکھتا ہے یاد رہے عربی زبان میں روزے کو صوم کہتے ہیں جس کے شرعی معنی میں " نیت کرکے کھانے پینے اور اجماع وغیرہ سے رکنا۔" نیز بے حیائی اور نافرمانی کی باتوں اور کاموں سے رکنا اس میں شامل ہے۔

روزے کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب کے ساتھ ہی ختم ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَالـٔـٰنَ بـٰشِروهُنَّ وَابتَغوا ما كَتَبَ اللَّهُ لَكُم وَكُلوا وَاشرَبوا حَتّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيطُ الأَبيَضُ مِنَ الخَيطِ الأَسوَدِ مِنَ الفَجرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيامَ إِلَى الَّيلِ... ١٨٧ ... سورة البقرة

"اس لیے اب تم ان سے ہم بستری کرسکتے ہو اور اللہ نے تمہارے لیے جو لکھ رکھا ہے وہ تلاش کرو اور کھاؤ اور پیو حتی کہ تمہارے لیے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے واضح (روشن) ہوجائے پھر تم روزے کو رات تک پورا

کرو۔"[4]

جب ماہ رمضان کے شروع ہونے کا علم ہوجائے تو اس کے روزوں کی فرضیت شروع ہوجاتی ہے ماہ رمضان المبارک کے شروع ہونے کا علم تین طریقوں سے ہوتا ہے۔

پہلا طریقہ :

رمضان المبارک کا چاند دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ فَليَصُمهُ... ١٨٥ ... سورة البقرة

"چنانچہ جو شخص اس مہینے کو پائے تو وہ اس کا روزہ رکھے۔"[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"صُومُوا لِرُؤيَتِهِ"

"رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھو۔"[6]

لہٰذا جس نے رمضان کا چاند دیکھ لیا اس پر روزہ رکھنا فرض ہے۔

دوسرا طریقہ

چاند دیکھنے کی شہادت سے۔ جب رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کی شہادت یا خبر مل جائے تو ماہ رمضان کا آغاز سمجھے۔ اس کے لیے ایک ایسے شخص کی گواہی کافی ہے جو عاقل، بالغ اور معتبر ہو۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے :

"تَرَاءَى النَّاسُ الهِلالَ، فَأَخبَرتُ رَسُولَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، أَنِّي رَأَيتُهُ، فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ"

"لوگوں نے ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کی چنانچہ مجھے نظر آگیا تو میں نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ مجھے چاند نظر آگیا ہے تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔"[7]

تیسرا طریقہ

ماہ شعبان کے تیس دن مکمل ہونے سے انتیس شعبان کا سورج غروب کے بعد مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آئے تو تیس دن مکمل ہونے پر ماہ رمضان کا آغاز ہوجائے گا کیونکہ اسلامی مہینہ تیس دنوں سے زیادہ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"إِنَّمَا الشَّهرُ تِسعٌ وَعِشرُونَ، فَلا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوهُ، وَلا تُفطِرُوا حَتَّى تَرَوهُ، فَإِن غُمَّ عَلَيكُم فَاقدِرُوا لَهُ"

"مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے جب چاند دیکھو تب روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑ دو۔ اگر بادل وغیرہ ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔"[8]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔[9]

روزہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو مسلمان، عاقل بالغ ہو اور اس کی طاقت رکھتا ہو۔ کافر شخص پر روزہ نہ فرض ہے اور نہ اس کی طرف سے درست۔ اگر وہ دوران رمضان میں توبہ کر کے مسلمان ہوجائے تو باقی ایام کے روزے رکھے اور حالت کفر کے گزشتہ ایام کی قضا اس پر لازم نہیں۔

چھوٹے بچے پر روزہ فرض نہیں۔ اگر سمجھ دار چھوٹا بچہ روزہ رکھے گا تو اس کے حق میں وہ روزہ نفلی ہوگا۔

پاگل اور دیوانے شخص پر روزہ فرض نہیں۔ اگر وہ دیوانگی کی حالت میں روزہ رکھے گا تو درست نہ ہوگا کیونکہ اس میں نیت شامل نہیں ہوئی جو ضروری تھی۔

عاجز مریض اور مسافر پر عجز و سفر کی حالت میں روزہ رکھنا فرض نہیں۔ جب مرض اور سفر کی حالت ختم ہوجائے تو دونوں شخص چھوٹ جانے والے رزوں کی قضا دیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَمَن كَانَ مِنكُم مَرِيضًا أَو عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِن أَيَّامٍ أُخَرَ... ١٨٤ ... سورة البقرة

"تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے۔"[10]

روزہ رکھنے کا حکم الٰہی مقیم مسافر تندرست مریض اور پاکیزہ حائضہ نفاس والی عورت بے ہوش شخص سب کو شامل ہے ۔ ان سب پر فرض ہے کہ عذر ختم ہونے پر چھوٹ جانے والے روزے رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خطاب ان لوگوں کو بھی شامل ہے اور خطاب اسی لیے ہے تاکہ وہ اس کی فرضیت کا عقیدہ رکھیں اور اس کی قضا یا ادا کرنے کا عزم بالجزم رکھیں ۔ بعض لوگوں کو اس ماہ رمضان میں روزوں کو ادا کرنے کا حکم ہے اور وہ ایسے لوگ ہیں جو تندرست اور مقیم ہیں ۔ اور بعض لوگوں کو قضا کا حکم ہے اور وہ حائضہ اور نفاس والی عورت یا وہ مریض شخص ہے جو روزے کو ادا کرنے پر قادر نہیں البتہ قضا پر قادر ہے بعض لوگوں کو ماہ رمضان میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے (دونوں کا اختیار ہے اور وہ مسافر شخص ہے یا ایسا مریض ہے جسے روزہ رکھنے میں مشقت تو ہے لیکن مرنے یا بیماری کے بڑھنے کا اسے ڈر نہیں ۔

جس شخص نے کسی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑ دیا پھر دن کے کسی حصے میں اس کا عذر جاتا رہا مثلاً : دن کے کسی حصے میں مسافر سفر سے واپس آگیا یا حائضہ یا نفاس والی عورت دن کے کسی حصے میں پاک ہوگئی کوئی کافر مسلمان ہوگیا مجنون کو افاقہ ہوا یا بچہ بالغ ہوگیا تو یہ تمام لوگ دن کے بقیہ حصے میں کھانے پینے سے رکے رہیں اور روزے کی قضا بھی دیں ۔ "[11]اسی طرح دن کے کسی حصے میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ آج تو رمضان المبارک کا پہلا روزہ ہے جو ہم نے (بوجہ مغالطہ) نہیں رکھا تو یہ لوگ بقیہ دن کھانے پینے سے رکے رہیں اور اس دن کی قضا ماہ رمضان المبارک کے بعد دیں ۔

روزے کے ابتدائی اور آخری وقت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ١٨٧ ... سورۃ البقرۃ

"روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو، تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرمالیا، اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے ۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بچیں"[12]

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک رخصت دی ہے یعنی اس میں ابتدائے اسلام کا وہ ایک مشکل حکم ختم کر دیا گیا جس کی بنا پر روزہ افطار کر لینے کے بعد عشاء کی نماز یا اس سے پہلے سونے تک کھانے پینے اور بیوی سے مباشرت کرنے کی اجازت تھی ۔ سونے کے بعد یا عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد ان میں سے کوئی کام نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ ظاہر بات ہے یہ پابندی سخت تھی اور اس پر عمل مشکل تھا لہذا مذکورہ بالا آیت نے یہ پابندی ختم کر دی تب لوگ بہت خوش ہوئے کہ ان کے رب نے انھیں رات کے ہر حصے میں طلوع فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کی اجازت دے دی ہے ۔[13]

اس آیت کریمہ سے روزے کے ابتدائی اور آخری وقت کی حد بندی بھی واضح ہوگئی کہ روزے کا ابتدائی وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے ہے جبکہ آفتاب غروب ہونے پر اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے ۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً"

"سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے ۔ "[14]

علاوہ ازیں سحری کھانے کی ترغیب میں بہت سی روایات آئی ہیں اگرچہ پانی کا گھونٹ ہی کیوں نہ ہو نیز طلوع فجر کے قریب (تاخیر سے) سحری کھانا مستحب ہے ۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے بیدار ہوا اور وہ جنبی ہو یا اس وقت حائضہ عورت حیض سے پاک ہوئی ہو تو وہ پہلے سحری کھائیں اور روزہ رکھیں اور پھر غسل کریں ۔

بعض لوگ رات کا اکثر حصہ جاگ کر گزارتے ہیں ۔ پھر وہ طلوع فجر سے چند گھنٹے قبل سحری کھا کر سو جاتے ہیں ۔ یہ لوگ ایسا کر کے درج ذیل غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں :

1 ۔ یہ لوگ وقت سے پہلے روزہ رکھ لیتے ہیں ۔

2 ۔ اکثر نماز فجر باجماعت ادا نہیں کرتے ۔ اس طرح فرض نماز باجماعت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں ۔

3 ۔ کبھی یہ لوگ نماز فجر اس حد تک مؤخر کر دیتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد ادا کرتے ہیں جو گناہ اور جرم ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ٤ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ٥ ... سورۃ الماعون

"چنانچہ ان نمازیوں کے لیے تباہی (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں ۔ "[15]

فرض روزے کی نیت رات کے وقت کرنا ضروری ہے ۔ اگر کسی نے رات کو روزہ رکھنے کی نیت کر لی لیکن وہ طلوع آفتاب کے بعد بیدار ہوا تو وہ کھانے پینے سے رک جائے تو ان شاء اللہ اس کا روزہ درست ہوگا ۔

جب مشاہدے یا غالب گمان (اذان وغیرہ سننے) سے سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو روزہ کھولنے میں جلدی کرنا مستحب ہے ۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"

"جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے تب تک وہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہیں گے ۔"[16]

نیز فرمایا :

"قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا"

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو روزہ جلدی افطار کرتے ہیں ۔"[17]

مسنون یہ ہے کہ تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا جائے ۔ اگر وہ میسر نہ ہوں تو خشک کھجوریں ہو جائیں ورنہ پانی پر اکتفا کیا جائے ۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ۔

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) ادا کرنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے ۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں کھالیتے تھے وگرنہ پانی کے چند گھونٹوں پر اکتفا کر لیتے تھے ۔"[18]

اگر کھجوریں نہ ملیں اور پانی بھی نہ ہو تو کھانے پینے کی جو چیز ملے اس سے افطار کر لیں ۔

یہاں ایک اہم بات کی طرف توجہ مبذول کروانا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ افطاری کے لیے دستر خوان پر بیٹھ جاتے ہیں اور شام کا کھانا مکمل طور پر کھا کر اٹھتے ہیں پھر وہ نماز مغرب باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں نہیں جاتے ۔ اس طرح یہ لوگ باجماعت نماز چھوڑ کر بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ یہ لوگ نہ صرف اجر عظیم سے محروم ہوتے ہیں بلکہ خود کو سزا کے لائق بناتے ہیں ۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ روزہ افطار کریں اور ادائیگی نماز کے لیے مسجد کی طرف نکل جائیں اور نماز سے فارغ ہو کر کھانا کھائیں ۔

روزہ افطار کرنے سے پہلے کوئی بھی پسندیدہ دعا کرنا مستحب ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"إن للصائم عند فطره دعوة لا ترد"

"افطاری کے وقت روزے دار کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے ۔"[19]

علاوہ ازیں یہ مسنون دعا بھی پڑھے ۔

"اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ"

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق کے ساتھ افطار کیا ۔"[20]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کر لیتے تو یہ کلمات کہتے :

"ذَهَبَ الظَّمَأُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ"

"پیاس ختم ہو گئی آنتیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ، اجر محفوظ ہو گیا ۔"[21]

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے مسائل سیکھے تاکہ وہ مسنون طریقے سے روزہ رکھ سکے اس کا روزہ درست ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل مقبول ہو ۔ یہ چیز نہایت اہم کاموں میں سے ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ٢١ ... سورۃ الاحزاب

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ کو یاد کرتا ہے ۔"[22]

---

[1] البقرۃ: 2/183-185۔

[2]۔ صحیح البخاری الایمان باب دعاؤکم ایمانکم حدیث 8 و صحیح مسلم الایمان باب ارکان الاسلام ودعائمہ العظام حدیث: 16۔

[3] صحیح البخاری الاعتکاف باب ھل یدرا المعتکف عن نفسہ؟ حدیث 2039۔

[4]۔ البقرۃ: 2/187۔

[5]۔البقرۃ:2/185۔

[6]۔ صحیح البخاری الصوم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اذارایتم الھلال فصوموااواذارایتموہ فانظرو) حدیث 1909

[7]۔سنن ابی داؤدالصیام باب فی شہادۃ الواحد علی رویہ حلال رمضان حدیث 2342۔

[8]۔ صحیح مسلم الصیام باب وجوب صوم رمضان لرویہ الھلال حدیث 1080۔

[9]۔ صحیح مسلم الصیام باب وجوب صوم رمضان لرویہ الھلال حدیث 1081۔

[10]۔البقرۃ:2/184۔

[11]۔مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ جن پر ابتدائے دن میں روزہ فرض نہیں ہوا ان پر دن کے آخری حصے میں امساک ضروری قرار دینا کیسے درست ہے جبکہ وہ قضا بھی ادا کریں گے (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: المحلی لابن حزم 6/241)

[12]۔البقرۃ:2/187۔

[13]۔تفسیر ابن کثیر البقرۃ:2/187۔

[14]۔ صحیح البخاری الصوم باب برکۃ السجود من غیر ایجاب حدیث 1923۔

[15]۔الماعون 107-4-5

[16]۔ صحیح البخاری الصوم باب تعجیل الفطار حدیث 1957۔

[17]۔(ضعیف) جامع الترمذی تعجیل الافطار حدیث 700۔

[18]سنن ابی داؤد الصیام باب مایفطر علیہ حدیث 2356 وجامع الترمذی الصوم باب ماجاء مایستحب علیہ الافطار حدیث 696 ومسند احمد: 3/164۔

[19]۔(ضعیف) سنن ابن ماجہ الصیام باب فی الصائم لاترد دعوتہ حدیث: 1753 وارواء الغلیل 4/41۔ حدیث 921۔

[20]۔(ضعیف) سنن ابن ماجہ الصیام باب القول عند الافطار حدیث 2358۔

[21]۔(ضعیف) سنن ابن ماجہ الصیام باب القول عند الافطار حدیث 2357۔

[22]۔الاحزاب:33-21۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

روزوں کے مسائل: جلد 01: صفحہ 315